

الفریڈیچاک کا انتخاب

وہ جسے کہانی پر انگلی
رکھ دیتے ہیں لاکھوں
کو تعداد میں شائع ہوئے
ہے۔

مینویا سمن قبا

پہلے
پہلے



اشد

کاش

ایکے وز شام کے وقت جب وہ اسٹیشن سے گھر جا رہا تھا تو اس نے پہلی بار اس اجنبی کو دیکھا وہ ڈبلا پتلا لیکن لمبے قد کا تھا اور چہرے مہرے سے انگریز معلوم ہوتا تھا۔ کم از کم اسے بلکرافٹ نے ہی محسوس کیا۔ اور یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جو اس کے تجسس کو ابھارتی۔ سڑکوں پر چلتے پھرتے اکثر انگریز نظر آنے لگتے تھے۔

جمعرات کی شام کو اجنبی سے پھر ایک بار ملنے کا آئنا سنا ہوا۔ اپنے حریف سے گزرتے ہوئے اجنبی پر اس نے بس ایک اچھتی ہوئی سی نظر ڈالی تھی، اس نے سوچا شاید وہ اس کے پڑوس ہی میں کہیں آکے رہنے لگا ہے، شاید اس عمارت میں جو اسے گھر کے سامنے حال ہی میں تعمیر ہوئی تھی۔

لیکن اگلے ہفتے اسے نے محسوس کیا کہ اجنبی ہر وقت اس کے ساتھ چپکا رہتا ہے۔ طویل قامت انگریز نیویارک جانے والی ٹرین پر اسے کے ساتھ ہی سوار ہوا تھا۔ اور اس وقت لچکے کے وقت ہاورڈ ریسٹوران میں اسے کی نظروں کے سامنے موجود تھا، اس کے اور اسے کے درمیان تین چار میز تھیں۔ اور وہ بڑی تیزی سے پلیٹوں کا صفایا کر رہا تھا۔ لیکن نیویارک میں یہ کوئی خاص بات نہیں تھی، اسے نے سوچا، بعض اوقات روزانہ ایک ہی شخص سے بار بار مذاکرہ ہوتی رہتی ہے، اور ہفتوں ایسا ہوتا ہے، پھر اچانک وہ شخص ایسے غائب ہو جاتا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

لیکن سینچر اتوار کی تعطیل میں پہلی بار اس کے دل میں شکوک و شبہات نے سراٹھارنا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ پکنک منانے کے لئے اسٹیمفورڈ گیا تھا، اور راستے میں اسے یہ یقین ہو گیا تھا کہ اجنبی مستقل اس کا پیچھا کر رہا ہے، گھر سے پچاس میل دُور خوبصورت اور سرسبز و شاداب پہاڑیوں میں جگہ جگہ وہ اجنبی اسے کو نظر آتا رہا۔ کبھی کبھی وہ ٹھٹھک کر رک جاتا تھا اور لیوں

ظاہر کرتا تھا۔ جیسے وہ اس پاس کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہا ہو، لیکن اسے کو یقین ہونے لگا تھا کہ اجنبی مستقل اس پر نظریں جمائے ہے۔

”خدا غارت کرے اسے“ اسے نے اپنی بیوی سے کہا ”حرام زادہ یہاں بھی موجود ہے۔“
”کسے گالیاں دے رہے ہو، اسے؟“

”اسے وہی اجنبی انگریز جو شاید ہمارا پڑوسی ہے، وہی جس کے باسے میں میں نے کہا تھا۔ ہر وقت میرے پیچھے پیچھے بھرتا رہتا ہے۔“
”اچھا تو یہ ہیں وہ حضرت۔“ اسے کی بیوی لندنا نے جیسے کے رنگین شیشوں میں سے اجنبی کی طرف گھورتے ہوئے کہا ”لیکن اسے مجھے تو یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی اس کی شکل دیکھی ہے؟“
”شاید وہ نئی عمارت میں رہتا ہے جو ہمارے گھر کے سامنے بنی ہے بہر حال میں اس سے پوچھ کر رہوں گا یہاں کیا بھڑا جھوٹے آیا ہے۔ لندنا مختار کیا خیال ہے۔ یہ میرا ہی پیچھا کر رہا ہے نا؟“
”پاکل ہو گئے ہو اسے؟“ لندنا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
”بھلا کوئی کس لئے مختار پیچھا کرے گا؟ اور یہاں پکنک پر؟“
”پتا نہیں، لیکن مجھے اب الجھن سی ہونے لگی ہے۔“
عجیب سی بات لگتی ہے۔
واقعی عجیب سی بات تھی۔

گریموں کا موسم بے قدموں ستمبر کے مہینے میں داخل ہوا، تب بھی یہ عجیب سی بات برقرار رہی، ایک بار، دوبار، تین بار ہفتے میں کئی کئی بار وہ اس پر اسرار انگریز کو اپنا تعاقب کرتے ہوئے محسوس کرتا، کبھی وہ سامنے نظر آتا، کبھی پیچھے، کبھی دائیں، کبھی بائیں۔ اور ہمیشہ اپنے اطراف سے بے خبر وہ قدامت اٹھاتا سڑکوں پر چلتا رہتا۔

آخر ایک شب کو جب اسے اپنے گھر جا رہا تھا تو اسے تاب ضبط نہ رہی، بڑھتی ہوئی الجھن نے اسے مستقل بے چین سب رنگ ڈھانچے

کر رکھا تھا۔ وہ سیدھا چلتا ہوا اجنبی کے پاس گیا اور غصے سے پوچھا۔

”کیا تم میرا پیچھا کر رہے ہو۔؟“

انگریز نے سٹپا کر اسے دیکھا، اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے!

”معاف کیجئے گا، آپ نے کچھ مجھ سے پوچھا۔؟“ اس نے نرمی سے کہا۔

”جی ہاں! میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا تم میرا تعاقب کر رہے ہو؟“
”تجے نے کہا۔“ میں ہر وقت ہر جگہ تمہیں اپنے پیچھے پیچھے پاتا ہوں“
”اُس کے لہجے میں بڑی جھنجھلاہٹ تھی۔

”میرے عزیز دوست۔“ انگریز نے بڑے مہذب لہجے میں جواب دیا۔ ”آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“

”مجھے کوئی غلط فہمی نہیں، کان کھول کر سن لو، اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو میرا پیچھا چھوڑ دو۔“

لیکن اجنبی شخص اپنے شانے جھٹاک کر آگے بڑھ گیا۔
”تجے وہیں کھڑا اس وقت تک اُسے دیکھتا رہا جب تک کہ ہجوم میں غائب نہیں ہو گیا۔

”لنڈا آج پھر میں نے اُسے دیکھا۔“ گھر پہنچ کر اُس نے اپنی بیوی سے کہا۔

”کیسے دیکھا۔؟“ لنڈا نے حیرت سے پوچھا

”اے اسی مردود انگریز کو۔ اب تو وہ لفٹ میں بھی میرے ساتھ ہی ہوتا ہے، کیونکہ کہیں کا۔“

”لے تمہیں یقین ہے کہ وہ شخص تمہارے پیچھے لگا ہے۔؟“

”اور نہیں تو کیا میرا دماغ خراب ہو گیا ہے جو اول فول بک رہا ہوں۔ تبا تو دیا تمہیں کہ ہر جگہ نظر آتا ہے، سڑک پر، ٹرین میں، ریسٹوران میں اور جہاں ہوگی۔ اب تو لفٹ میں بھی

نظر آنے لگا ہے، یہ شخص مجھے پائل کر کے چھوڑے گا، مجھے پورا یقین ہے کہ یہ میرا ہی پیچھا کر رہا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا آخر کیوں۔؟“

”کیا تم نے اس سے بات کی؟“

”بات بھی کی، بُرا بھلا بھی کہا، دھونس بھی دی، لیکن اُس پر اثر ہی نہیں ہوتا، میری بات سنکر وہ کچھ حیران سا ہوا اور پھر چلا گیا۔ لیکن پھر بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑا کبھی۔“
”میرا خیال ہے تم پولیس کو اطلاع دے دو، لیکن اُس نے اب تک کوئی ایسی بات بھی تو نہیں کی جس کی رپورٹ کی جائے ہے نا؟“

”یہی تو مشکل ہے لنڈا، میری جان، اُس نے کوئی بھی تو ایسی بات نہیں کی، بس وہ ہر وقت میرے پیچھے لگا رہتا ہے، اور اُسے دیکھتے ہی میں بھٹنا کے رہ جاتا ہوں۔“

”تو۔ تو آخر تم کر ہی کیا سکتے ہو؟“ لنڈا نے پوچھا۔

”بتاؤں میں کیا کروں گا۔؟ اب کی میں نے اُسے دیکھا تو سارے کی گردن دبوچ لوں گا اور اتنا ماروں گا، اتنا ماروں گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ قبو لو لے چھوڑوں گا سارے سے کہ ہر وقت میری دم سے کیوں بندھا رہتا ہے، سمجھیں؟“
رات کو اجنبی پھر تجے کو مل گیا۔ وہ اسٹیشن کے پلٹنے پر اُس کے آگے آگے جا رہا تھا، تجے اس کے پیچھے لپکا لیکن اجنبی بھی بھاگ کر ہجوم میں گم ہو گیا۔

شاید سارا واقعہ محض اتفاق ہی ہو، لیکن.....
وہ اب مزید کچھ نہیں سوچنا چاہتا تھا۔

”اسی رات کو تجے کے پاس سگریٹ ختم ہو گئے، وہ سگریٹ خریدنے کے لئے گھر سے باہر نکلا تو ایک جگہ نیوٹن کی جلیتی بجتی سرخ روشنی کی چوٹ میں وہ ٹرک کے کنارے چلتا ہوا نظر آیا جو ریلوے لائن کی سمت جاتی تھی۔

تے نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا کہ اب آخری معرکہ ہو ہی جانا چاہیے۔

”بے او — ذرا ادھر آئے“ سے نے پکار کر کہا۔

اجنبی اچانک ٹھٹک کر رہ گیا۔ اس نے طاعت آمیز نظروں سے تے کی طرف دیکھا، اُس کے بعد مڑا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

”مٹھڑ تو بھی حرامی پتے، میں اس روز روز کی الجھن سے تنگ آ گیا ہوں۔ آج دو دو ہاتھ ہو ہی جائیں“

لیکن اجنبی انگریز نے بالکل بھی سماعت نہ کی اور بغیر مڑے آگے چلتا رہا۔

تے نے گالیاں بکتا ہوا اس کے پیچھے دوڑا، آگے اندھیرا تھا، لیکن وہ بھاگتا رہا، وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا ”بے ہمت ہے تو مٹھڑ کر دکھا“ لیکن اب وہ انگریز بھی دوڑنے لگا تھا۔

تے اب پوری قوت سے بھاگ رہا تھا، اُن کا رخ ریکو لائن کی طرف تھا اور تے اب تک چلا رہا تھا۔ ”بے مرگ کے دکھا بزدل پھر دیکھ کیا مزا چکھاتا ہوں — تجھے“ لیکن انگریز بھی دوڑتا رہا، تیز اور تیز، یہاں تک کہ تے ہانپنے لگا اور سانس لینے کے لئے ٹھہر گیا۔ آگے اجنبی بھی فوراً ہی رک کے کھڑا ہو گیا۔

اجنبی نے اپنا ہاتھ اٹھا اٹھا کر کچھ اشارہ کیا۔ اندھیرے میں تے نے اجنبی کی رست و راج کو چمکتے ہوئے محسوس کیا۔ اسے یوں لگا جیسے وہ اجنبی اسے اپنے تعاقب کی دعوت دے رہا ہو۔ تے کے منہ سے مغلفات کا ایک طوفان اٹھ پڑا۔ وہ پھر اپنی پوری قوت سے اجنبی کی طرف دوڑ پڑا۔

ایک لمحے کے لئے اجنبی اپنی ہی جگہ پر کھڑا رہا، جیسے تے کے قریب آنے کا انتظار کر رہا ہو، اور پھر وہ بھی دوڑنے

لگا۔ وہ شرک کے بالکل کندے کناسے دوڑ رہا تھا، شرک اپنی پرتھی اور اُس سے بالکل ملی ہوئی لیکن تقریباً بیس فٹ نیچے ریل کی پٹری بھی ہوئی تھی۔

تے نے رات کے ستارے کو ہولے ہولے جھنجھوڑنے والی سیٹی کی ایک مدھم سی آواز سنی، اسٹیٹفورڈ ایکسپریس پٹری پر گھڑ گھڑاتی ہوئی ان کی سمت آرہی تھی۔

دوڑتے دوڑتے اچانک ایک موڑ پر اجنبی اکی ٹکا ہوا سے اوجھل ہو گیا لیکن صرت ایک ہی لمحے کے لئے کیونکہ تے اس کے سر پر پہنچ گیا تھا، پھر اُس نے تیزی سے موڑ کاٹا۔ لیکن یہ سمجھنے میں اُسے چند سیکنڈ کی دیر ہو گئی کہ اجنبی جان بوجھ کر تے کے انتظار میں وہاں رک گیا تھا۔

اجنبی کے لیے ہاتھ اس کی جانب بڑھے اور پھر ہلکے جھپکتے ہی اُس نے محسوس کیا کہ وہ بیس فٹ نیچے پٹری کے اوپر گر رہا ہے، اس نے پٹری سے آنکھوں سے اسٹیٹفورڈ ایکسپریس کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا، انجن کی لائٹ نے پٹری پر روشنی کا سیلاب بہا دیا تھا۔ پیسوں کی گڑ گڑا ہٹ سے اس کے کانوں کے پردے پھٹنے لگے، اس نے آخری بار سوچا ”پہلے میرے قریب آ رہے ہیں اور قریب اور قریب“

کچھ دیر بعد اجنبی انگریز نے سگریٹ کا ایک طویل کش لیا اور مسکرا کے لندا سے کہا۔

”میں نے شروع ہی میں تم سے کہہ دیا تھا نا کہ جہان من، قتل کے لئے عقل“

اس نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔ لندا نے اپنا سر اس کے سینے پر ٹکا دیا تھا۔